مسلمانوں کو موت کے

بعد فائدہ پہنچانے والے کام

تالیف

شیخ خالد بن یعقوب الشطی حفظہ اللہ

مسلمان کو موت کے

بعد فائدہ پہنچانے والے کام

ترتیب

خالد بن یعقوب الشطی

ترجمانی

محمد انور محمد قاسم سلفی

طبع على نفقة أحد المحسنين لتوزيعه مجانا

فجزاه الله خير الجزاء

ملنے کا پتہ

مركز دعوة الجاليات (4345078)

لجنة القارة الهندية (108-4/3/2574912)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله والصلاة والسلام علىٰ رسول الله... وبعد

چند اوراق کا یہ مجموعہ، جو بعض اہلِ علم کے منتخب کلام پر مشتمل ہے، یہ ایسے موضوع پر ہے جو زندوں کیلئے اور فوت شدگان سب کیلئے اہم ہے، زندوں کیلئے خصوصاً اسلئے کہ وہ اپنی عمر کے لمحات کو غنیمت جانیں اور دنیائے فانی سے اپنا حصہ حاصل کرتے ہوئے آخرت کے لئے عمل کریں۔

اور فوت شدگان کے لئے بھی اس معنی میں اہم ہے کہ ہر زندہ شخص کے کوئی نہ کوئی ایسے رشتہ دار مثلاً ماں باپ، بہن بھائی وغیرہ ضرور موجود ہیں جو اس سے پہلے انتقال کر چکے ہیں، تو انہی کی طرح اسکو بھی ضرور بالضرور ایک دن وفات پانا ہے، اسلئے زندہ کو چاہیئے کہ وہ ایسے کام کرے جو مرنے کے بعد بھی اسکے لئے نفع بخش ہوں مثلاً صدقۂ جاریہ اور علم نافع وغیرہ، تاکہ وہ ان اعمال صالحہ کے ساتھ قبر میں داخل ہو۔

اور زندوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے قریبی مرحوم بھائیوں کے لئے نیکی کریں، اس لئے کہ جیسا عمل ہوگا ویسا ہی صلہ ملے گا، اگر آپ نے اپنے مرحومین کے لئے کارِ خیر کیا تو آنے والی نسل آپ کیلئے نیک کام کرے گی۔

میت کے ایصالِ ثواب کی خاطر اتنے مسنون کام ہیں کہ جو ان خرافات و بدعتی اعمال سے بے نیاز کرنے والے ہیں جن کے متعلق لوگوں کا گمان ہے کہ وہ میت کو فائدہ پہنچانے والے ہیں، جبکہ درحقیقت وہ میت کو فائدہ نہیں بلکہ اذیت پہنچانے والے ہیں۔

یہ رسالہ لکھتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ یہ خدمت ہماری زندگی میں بھی قبول فرمائے اور موت کے بعد بھی۔ **والله من وراء القصد والحمد لله رب العالمين .**

خالد بن یعقوب الشطی

1- دوسروں کے عمل سے نفع پہنچانے والے کام

☆ نمازِ جنازہ

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس مسلمان میت کی نمازِ جنازہ چالیس ایسے مسلمان ادا کریں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے ، تو اللہ تعالیٰ اس میت کے حق میں ان کی سفارش کو ضرور قبول فرماتا ہے''۔[مسلم]

دوسری روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس میت کی نمازِ جنازہ امت مسلمہ کے سو افراد، ادا کرکے اس کی شفاعت کرتے ہیں تو ان کی سفارش اس میت کے حق میں قبول کی جاتی ہے''۔[مسلم]

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' نمازِ جنازہ کا مقصد میت کے لئے دعا ہے''۔[زاد المعاد: ۱/ ۵۰۵]

دعائے مغفرت کے جامع الفاظ وہ ہیں جو حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کی نمازِ جنازہ پڑھائی، تو میں نے آپ کی دعاؤں میں سے ایک دعا کو یاد کرلیا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ ،وَاَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ ، وَاَهْلاً خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ ، وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ،وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ'' [مسلم]

''یا الٰہی! اس کے گناہ بخش دے اور اس پر رحم کر اور اس کو عافیت دے اور اس کو معاف کردے، اور اس کی اچھی مہمانی کر اور اس کی قبر کو کشادہ کردے، اور اس (کے گناہوں) کو (بخشش کے) پانی، برف اور اَولوں سے دھو ڈال، اور اس کو گناہوں سے اس طرح پاک کردے جیسا کہ سفید کپڑے کو تو میل سے صاف کرتا ہے، اور اس کو اس کے دنیا کے گھر سے بہتر گھر اور اس کے یہاں کے گھر والوں سے بہتر گھر والے اور اس کے یہاں کے جوڑے سے بہتر جوڑا، وہاں [آخرت میں] عطا کر، اور اس کو جنت میں داخل کر اور اس کو قبر کے عذاب اور جہنم کے عذاب سے پناہ دے۔'' راوی کہتے ہیں: میں نے یہ تمنا کی کہ کاش یہ جنازہ میرا ہوتا۔

☆ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا اور طلبِ مغفرت کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کو قبر میں رکھتے تو فرماتے: (**بِسْمِ اللهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ**): ''اللہ تعالیٰ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر''۔[رواہ ابوداؤد۔ وصححہ الألبانی]

نیز حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ:

''جب رسول اللہ ﷺ میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے: ''اپنے بھائی کے لئے مغفرت طلب کرو، اور اس کے لئے (اللہ

تعالیٰ سے) ثابت قدمی مانگو، اس لئے کہ ابھی اس سے سوال کیا جائے گا''۔

[ابوداؤد، اور علامہ البانیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے]

☆ قبرستان کی زیارت اور میت کے لئے دعائے مغفرت

رسول اللہ ﷺ جب قبرستان تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

''**اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ**''۔

''سلامتی ہو اِن گھروں میں رہنے والے مومنوں اور مسلمانوں پر، اور اللہ تعالیٰ رحم کرے ہم سے پہلے فوت ہونے والوں پر اور پیچھے رہنے والوں پر۔ اور ہم بھی اگر اللہ نے چاہا تو تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔'' [رواہ مسلم]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دُعا مُردوں کے لئے فائدہ مند ہے اور اس کا ثواب انہیں پہنچتا ہے''۔

شیخ جمال الدین القاسمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''دوستی اور بھائی چارگی کا حق یہ ہے کہ میت کی زندگی اور وفات کے بعد بھی اس کیلئے ہر اس چیز کی دعا کرے جسے انسان اپنے آپ، اہل وعیال اور اپنے متعلقین کے لئے پسند کرتا ہے، اور اسی طرح دعا کرے جس طرح وہ اپنے لئے کرتا ہے''۔

☆ میت کے حق میں مسلمانوں کی دعا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ **وَالَّذِیْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ آمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ** ﴾ [الحشر:١٠]

ترجمہ: ''اور جو لوگ ان کے بعد آئے، وہ (دعا) کرتے ہوئے کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں معاف کردے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کینہ نہ پیدا کر، اے ہمارے رب! یقیناً تو بڑی شفقت والا، بے حد رحم کرنے والا ہے''۔

اس بارے میں احادیث بے شمار ہیں، قبرستان کی زیارت اور اہلِ قبور کے لئے آپ ﷺ کی دعائیں گذر چکی ہیں، آپ ﷺ نے دعا کرنے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''ایک مسلمان کی دعا، اپنے مسلمان بھائی کے لئے، اس کی عدم موجودگی میں مقبول ہوتی ہے، اس کے پاس ایک فرشتہ متعین کردیا جاتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے کسی بھلائی کی دعا کرتا ہے تو متعین فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تجھے بھی اسی طرح ملے''۔ [رواہ مسلم]

بلکہ نمازِ جنازہ خود اس کی سب سے بڑی مثال ہے، اس لئے کہ اس کا اکثر حصہ میت کے حق میں دعا اور استغفار پر مشتمل ہے، جس کا بیان گذر چکا ہے۔

☆میت کے قرض کی ادائیگی

رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''مومن کی روح اس کے قرض کی وجہ سے لٹکی رہتی ہے، یہاں تک کہ اس کی جانب سے وہ قرض ادا کر دیا جائے'' [بخاری]

اور حضرت ابوقتادۃ رضی اللہ عنہ کی روایت جو ایک میت کی جانب سے قرض کی ادائیگی کے بارے میں ہے، جب انہوں نے اس کی جانب سے اس کا قرض ادا کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب اس پر اس کی چمڑی ٹھنڈی ہوگئی''۔(یعنی اب اس کے جسم کو سکون ملا ہے)[رواہ الحاکم وصححہ ووافقہ الذہبی وصححہ الألبانی]۔

شیخ الإسلام إمام إبن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ قرض کسی بھی شخص کی جانب سے ادا کیا جا سکتا ہے، قرض کی ادائیگی اولاد ہی کے لئے مخصوص کرنا ضروری نہیں''۔

[مجموع الفتاویٰ: 24/311]

☆نذر اور روزہ وغیرہ کی قضا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ: ''حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی ماں کی ایک نذر کے متعلق فتویٰ طلب کیا جسے پورا کرنے سے پہلے ہی وہ وفات پا چکی تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسکی جانب سے اس نذر کو پورا کرو''۔[متفق علیہ]

ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو شخص اس حال میں انتقال کر جائے کہ اس کے ذمہ روزے ہوں، تو اس کی جانب سے اس کا ولی روزہ رکھے گا''۔[متفق علیہ]

شیخ الإسلام إمام إبن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ صحیح احادیث اس بات کی صراحت کرتی ہیں کہ میت نے جن روزوں کی نذر مانی تھی اس کی قضا کی جائے گی، اور اس کو قرض کی ادائیگی سے تشبیہ دی، جس طرح قرض کی ادائیگی ہر کسی کی جانب سے درست ہے، اسی طرح کسی بھی شخص کی جانب سے روزوں کی قضا کی جا سکتی ہے، اس کے لئے بیٹے ہی کو مخصوص کرنا درست نہیں''۔[مجموع الفتاویٰ: 311-24/310]

إمام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نذر ماننا درست ہے اور اسے پورا کرنا واجب ہے، جب کہ وہ اللہ کی اطاعت میں ہو''۔

إمام إبن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میت کی جانب سے نذر مانے ہوئے روزے، جو اصلی فرض روزوں سے درجہ میں کم تر ہیں، رکھے جائیں گے، یہ حضرت إبن عباس اور ان کے اصحاب کا قول ہے اور یہی صحیح ہے۔ اس لئے کہ فرض روزے فرض نمازوں کی طرح ہیں، جس طرح کوئی دوسرے کی جانب سے نماز نہیں پڑھ سکتا، اور نہ ہی دوسرے

کی جانب سے اسلام قبول کرسکتا ہے، اسی طرح روزے بھی ہیں، لیکن جہاں تک نذر کا معاملہ ہے تو وہ ذمہ داری کے اعتبار سے قرض کی طرح ہے، اس لئے ولی کا میت کی جانب سے اس کا ادا کرنا اسی طرح مقبول ہے جس طرح کہ قرض، اور یہ عین سمجھ کی بات ہے''۔ [تہذیب السنن:3/276]

☆ میت کی جانب سے صدقہ ادا کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''میری ماں کا اچانک انتقال ہوگیا، اور وہ وصیت نہیں کرسکی، اور مجھے یقین ہے کہ اگر اسے بات کرنے کا موقعہ ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرتی، اگر میں اس کی جانب سے صدقہ کروں تو کیا اسے اور مجھے ثواب ملے گا؟،، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' پھر انہوں نے اپنی ماں کی جانب سے صدقہ کیا''۔ [متفق علیہ]

اِمام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ میت کی جانب سے صدقہ اسے فائدہ پہنچاتا ہے اور اس کا ثواب اسے ملتا ہے''۔

شیخ الاِسلام اِمام اِبن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''علمائے اہلِ سنت والجماعت کے درمیان، صدقہ اور عتق [غلاموں کو آزاد کرنا] جیسی مالی عبادات کے ثواب پہنچنے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اگرچہ کہ کسی نے اپنی کمائی سے ہی یہ کام کیا ہو، جس طرح غیر کی دعا اور صدقہ سے اسے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح ہر مسلمان کی جانب سے جو بھی میت کو پہنچے گا اسے فائدہ حاصل ہوگا، چاہے وہ اس کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو، بالکل اسی طرح جیسا کہ اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنے اور قبر کے پاس کھڑے ہوکر دعائے مغفرت کرنے والوں سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے''۔ [مجموع الفتاویٰ:24/367]

☆ میت کی جانب سے غلام یا لونڈی آزاد کرنا

''عتق'' سے مراد غلام یا لونڈی کو غلامی کی زنجیروں سے آزادی دلانا ہے۔

حدیث میں ہے کہ: ''جو شخص کسی مومن کی گردن کو آزاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کردیتا ہے، حتی کہ اس کے ہاتھ کے بدلے ہاتھ، پاؤں کے بدلے پاؤں اور شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ''۔ [متفق علیہ]

امام اِبن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''غرض یہ کہ بہترین تحفہ جو میت کو دیا جائے، وہ اس کی جانب سے گردن آزاد کرنا، صدقہ کرنا، طلبِ مغفرت کرنا، اس کے حق میں دعا کرنا اور اس کی جانب سے حج کرنا ہے''۔ [الروح: 190]

☆ میت کی جانب سے حج کرنا

رسول اللہ ﷺ سے ایک عورت نے پوچھا تھا: ''میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی، لیکن وہ وفات تک حج نہیں کرسکی، کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کی طرف سے حج کرو، پھر فرمایا: ذرا بتلاؤ! اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتیں؟ اللہ کا حق ادا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس کا حق ادا کیا جائے''۔ [متفق علیہ]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''ایک عورت نے کہا: ''یا رسول اللہ! میری ماں کا انتقال ہوگیا اور وہ حج نہیں کرسکی، اگر میں اس کی جانب سے حج کروں تو اس کی جانب سے حج ادا ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔[مسلم]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان صحیح احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے میت کی جانب سے فرض حج بھی ادا کرنے کا حکم دیا اور نذر مانا ہوا حج بھی، جیسا کہ آپ ﷺ نے روزوں کا حکم دیا، اور جسے اس کا حکم دیا گیا وہ اس کی اولاد ہوسکتی ہے اور بھائی وغیرہ بھی، اور آپ ﷺ نے اسے میت پر قرض کے مشابہ قرار دیا، قرض تو ہر کسی کی جانب سے ادا کرنا درست ہے، لیکن (میت کی جانب سے) حج اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے، اس مسئلہ میں ان کے درمیان صرف معمولی اختلاف ہے۔[مجموع الفتاویٰ: 24/310-311]

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''خلاصہ یہ کہ اگر میت نے حج کرنے میں زندگی کی آخری سانس تک کوتاہی کی، اور غفلت وسستی کی بنا پر حج نہیں کیا، یا زکاۃ نہیں دی، تو اس کی جانب سے نہ حج کیا جائے گا اور نہ ہی زکاۃ ادا کی جائے گی، اور اگر کسی نے کیا تب بھی اس کو کچھ فائدہ نہیں پہنچے گا، کیونکہ خود میت نے اس فریضہ کو ادا کرنے میں موت تک کوتاہی کی''[اختصار از: تہذیب السنن: 3/276]

2۔میت کو اس کے اعمال سے حاصل ہونے والے فوائد

☆میت کے نیک اثرات اور صدقۂ جاریہ

فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ وَ نَكْتُبُ مَاقَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ ﴾ [یٰسٓ: 12]

ترجمہ: ''اور جو کام انہوں نے کئے ہیں اور جو کچھ آثار انہوں نے پیچھے چھوڑے ہیں، وہ سب ہم لکھتے جا رہے ہیں''۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''جو کام انہوں نے خود کئے ہیں اور جن کاموں کے اثرات انہوں نے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں، وہ سب ہم لکھتے جا رہے ہیں اور اسی پر ہم انہیں بدلہ دیں گے، اگر اچھے ہوں تو اچھا، اگر برے ہوں تو برا بدلہ دیا جائے گا''۔

☆نیک اولاد کے اعمال صالحہ

نیک اولاد جو نیک اعمال کرتی ہے ان کے ثواب میں بغیر کسی کمی کے، ان کے والدین کو بھی انہی کے برابر ثواب دیا جائے گا، اس لئے کہ اولاد بھی والدین کی کوشش اور کمائی کا ایک حصہ ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ اَنْ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴾[النجم: 39]

ترجمہ: ''اور یہ کہ انسان کو صرف اسی کے عمل کا بدلہ ملے گا''۔

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

’’سب سے پاکیزہ مال وہ ہے جو انسان اپنی کمائی سے کھاتا ہے اور اس کی اولاد بھی اسی کی کمائی کا ایک حصہ ہے‘‘۔

[ابوداؤد: اور علامہ البانیؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے]

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اس آیت اور حدیث کے مفہوم کی چند اور احادیث بھی تائید کرتی ہیں جو بالخصوص والد کو اپنی نیک اولاد کے عمل (جیسے: صدقہ، روزہ اور غلام آزاد کرنے وغیرہ) سے فائدہ پہنچانے کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں‘‘۔

شیخ الإسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴾ کے متعلق فرماتے ہیں: ’’سچ تو یہ ہے کہ آدمی اپنی کمائی کا سب سے زیادہ مستحق ہے، اور جس چیز کا وہ مالک ہے اس کا وہ بھرپور استحقاق رکھتا ہے، جس طرح کہ وہ اپنی ذاتی کمائی کا مالک ہے۔ لیکن دوسرے کی کمائی کا حقدار اور مالک دوسرا ہے نہ کہ وہ خود، لیکن یہ اس بات کے لئے مانع نہیں ہے کہ وہ غیر کی کمائی سے (موت کے بعد) فائدہ حاصل کرے، جس طرح کہ (اپنی زندگی میں) دوسرے کی کمائی سے فائدہ اٹھاتا تھا‘‘۔ [مجموع الفتاویٰ: 24/312]

☆ صدقۂ جاریہ، علمِ نافع، اور دعا کرنے والی نیک اولاد

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

’’جب انسان مرجاتا ہے تو اس سے اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے: صدقۂ جاریہ یا وہ علم جس کے ذریعے [مخلوق کو] فائدہ حاصل ہو یا اس کے لئے دعا کرنے والا نیک لڑکا‘‘۔ [مسلم]

شیخ الإسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ دوسروں کے عمل سے فائدہ نہیں حاصل کرسکتا، جب اس کا لڑکا اس کے بارے میں دعائے مغفرت کرتا ہے تو یہ اس کے اس عمل سے ہے جس کا سلسلہ رُکا ہوا نہیں ہے، اور اگر اس کے لئے کوئی دوسرا دعا کرتا ہے تو یہ اس کے عمل سے تو نہیں ہے، لیکن وہ اس سے فائدہ ضرور اٹھائے گا‘‘۔ [مجموع الفتاویٰ: 24/312]

علامہ مناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’دعا کے لئے بیٹے کی قید، اولاد کو اپنے والد کے حق میں دعا کرنے کی ترغیب دینے کے لئے لگائی گئی ہے، حالانکہ دوسروں کی دعا بھی میت کے لئے فائدہ مند ہے‘‘۔ [الفیض: 1/438]

☆ قرآن مجید وقف کرنا، مسجدیں اور سرائے تعمیر کرنا اور نہریں جاری کرنا

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

’’مومن کو اس کی موت کے بعد اس کے جس عمل اور جن نیکیوں کا ثواب ملتا رہے گا (وہ یہ ہیں): علم، جو اس نے سکھایا اور اسے پھیلایا، یا نیک اولاد جسے اس نے اپنے پیچھے چھوڑا، یا قرآن مجید جو ورثہ میں چھوڑا، یا مسجد کی تعمیر کی، یا مسافر خانہ بنایا، یا نہر جاری کی، یا اس نے اپنی زندگی میں صحت کی حالت میں کوئی

صدقہ کیا، اوراس کا اجراس کی موت کے بعد بھی ملتا رہے گا''۔[اِبن ماجہ، وحسّنہ الألبانی]

امام نوویؒ فرماتے ہیں: ''تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مساجد اور (پانی کی) سبیلیں وقف کرنا درست ہے، اور وقف شدہ چیز نہ بیچی جا سکتی ہے نہ کسی کو ہبہ کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس میں وراثت جاری ہوگی، اس پر وقف کرنے والے کی شرائط لاگو ہوں گی، اور اس سے وقف کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور وقف صدقۂ جاریہ ہے''۔[شرح مسلم:11/86] بتصرف۔

مناویؒ کہتے ہیں: ''یہ وہ اعمال ہیں جن کا ثواب مومن کے لئے اس کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا، جب کہ اس کی موت کے بعد دیگر اعمال کا ثواب رک جاتا ہے، سوائے ان اعمال کے''۔[الفیض:2/540]

☆ میت نے کسی اچھے کام کی بنیاد ڈالی، یا ہدایت کی دعوت دی

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جس نے اسلام میں کسی اچھے کام کی (بشرطیکہ وہ کتاب وسنت سے ثابت ہو) بنیاد ڈالی، اسے اس (نیک کام) کا بھی ثواب ملے گا، اور اس کے بعد اس کارِ خیر پر عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی، اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی''۔[مسلم]

علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یہ حدیث اچھے کاموں کی ترویج واشاعت کے مستحب ہونے، اور برے کاموں کو رواج دینے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، چاہے یہ علم سکھانا ہو، یا عبادات اور آداب وغیرہ ہوں، اور آپ ﷺ کا یہ فرمان: ''اس کے بعد جس نے اس پر عمل کیا'' کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص (میت) نے اس کو رواج دیا، اس پر لوگوں کا عمل چاہے اس کی زندگی میں ہو یا موت کے بعد۔(اسے ثواب ملتا رہے گا) واللہ أعلم۔[شرح مسلم:16/226] بتصرف۔

☆ پودا لگانا یا کھیتی کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان کوئی پودا لگاتا، یا کھیتی کرتا ہے، اس سے پرندے، یا انسان، یا جانور جو کچھ کھائیں گے، اسکی وجہ سے اسکو صدقہ کا ثواب ملے گا''. [متفق علیہ]

نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے، تو اس درخت سے جو کچھ کھایا جائے گا اس کے حق میں صدقہ ہوگا، اور جو اس سے چُرایا جائے گا وہ بھی صدقہ، اور اس سے درندے جو کچھ کھائیں گے وہ بھی صدقہ، اور جو کچھ پرندے کھائیں گے وہ بھی صدقہ، اور اس سے جو بھی کچھ لے گا تو وہ اس کے حق میں صدقہ ہوگا'' [مسلم]

اِمام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''احادیثِ مبارکہ میں درخت لگانے اور کھیتی باڑی کرنے کی بڑی فضیلت وارد ہے، اور اس کے کرنے والے کو اس وقت تک برابر ثواب ملتا رہے گا جب تک کہ وہ درخت یا کھیتی اور اس سے نکلنے والا پھل اور اناج باقی ہے، اور اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا''۔[شرح مسلم : 1/213]

اِمام أبو بکر اِبن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ اللہ تعالی کی بڑی نوازش ہے کہ وہ میت کو اس کا ثواب اسکی موت کے بعد بھی ایسا ہی عطا کرتا رہتا ہے جیسا کہ اس کی زندگی میں دیتا تھا، اور یہ چند

چیزوں میں ہے: صدقۂ جاریہ، اور علم جواس نے سکھایا، یا صالح اولاد جواس کے حق میں دعا کرتی رہتی ہے، یا کوئی پیڑ پودا لگایا اور کھیتی باڑی کی، اوراسی طرح اس مجاہد کو بھی قیامت تک ثواب ملتا رہے گا جو اپنے گھوڑے کو جہاد کے لئے ہمیشہ تیار رکھتا ہے''۔ [عارضۃ الأحوذی:6/152]

3. وہ امور جو میت کے لئے بے فائدہ ہیں

☆ گال پیٹنا اور گریبان چاک کرنا

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، جس نے (اظہارِ رنج کے لئے) گریبان کو چاک کیا، اور گالوں کو پیٹا اور جاہلیت کی باتیں کیں''۔[متفق علیہ]

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:''میت کو اس پر نوحہ خوانی کی وجہ سے قبر میں عذاب دیا جاتا ہے''۔[مسلم]

اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ میت کو اپنے گھر والوں کے رونے کی آواز سن کر اذیت پہنچتی اور وہ رنج وغم میں مبتلا ہوتا ہے، یہی بات امام ابن جریر الطبری وغیرہ نے کہی ہے اور اسی بات کی تائید شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن القیم رحمہما اللہ نے کی ہے۔ اور نوحہ کرنا رونے سے مختلف ہے اور یہ وہ چیز ہے جس پر جاہلیت میں عمل کیا جاتا تھا، جیسا کہ پہلی حدیث میں ہے۔

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

''اس معاملے میں آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ خاموشی اور اللہ کی تقدیر پر رضامندی، اور اللہ کا شکر بجالانا اور'' **إنّا لله وإنّا إليه راجعون** ''پڑھنا تھی، اور آپ ﷺ ہر اس شخص سے اپنی لاتعلقی کا اظہار فرماتے جس نے مصیبت کی وجہ سے اپنے کپڑے پھاڑے، یا نوحہ خوانی کرتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کیا، یا اپنے سر کو منڈوالیا''۔[زادالمعاد:1/527]

☆ جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنا، یا تلاوتِ قرآن کرنا

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''جنازہ کے ساتھ بآواز بلند ذکر کرنا یا قرآن وغیرہ پڑھنا مستحب نہیں ہے، یہی ائمۂ اربعہ کا مذہب ہے، اور یہی اسلاف میں صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ سے منقول ہے، اور اس بارے میں مجھے کسی کے اختلاف کا علم نہیں ہے''۔

[مجموع الفتاویٰ:24/293]

☆ قبر پر میت کو تلقین کرنا اور قرآن پڑھنا

تلقین سے مراد میت کو دفنانے کے بعد اسے شہادتین اور ان سوالات کے جواب کی تلقین کرنا جو اس سے عنقریب پوچھے جائیں گے اور وہ ہیں:''تیرا رب

کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟''۔

[الدرر السنیۃ :5/86 الروض:2/122]

اِمام اِبن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قبر پر بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور میت کو تلقین کرنا، جس طرح آج کل لوگ کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی سنتِ مبارکہ نہیں تھی، اور اس تعلق سے اِمام طبرانی نے اپنی معجم میں حضرت اُبواُمامہ رضی اللہ عنہ کی جو مرفوع روایت ذکر کی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے مرفوعا ثابت نہیں، اور نہ ہی آپ ﷺ کی تعلیمات میں سے یہ ہے کہ لوگ (میت کے گھر) کھانے کے لئے جمع ہوں، اور اس کے لئے اس کی قبر کے پاس یا اور کسی جگہ اکٹھے ہو کر قرآن پڑھیں، یہ تمام نئی اور مکروہ بدعات ہیں''۔[زاد المعاد:527-1/522]

☆ سورہ فاتحہ اور یٰسٓ وغیرہ کی تلاوت کرنا

مُردوں پر سورۂ فاتحہ اور قبرستان میں سورۂ یٰسٓ پڑھنا اور اسی طرح گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا بدعت ہے۔[اُحکام الجنائز للألبانی:325]

شیخ اِبن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میت کی تدفین کے بعد یا اس سے پہلے سورہ یٰسٓ یا اس کے علاوہ اور کسی سورت کی تلاوت مشروع نہیں ہے، اور نہ ہی قبرستان میں تلاوت مشروع ہے، اس لئے کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے کیا ہے اور نہ ہی خلفائے راشدین نے، یہ تمام امور بدعت ہیں''۔[فتاویٰ اِسلامیۃ :1/52]

اور شیخ اِبن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''احادیثِ مبارکہ میں مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کا کوئی ثبوت مجھے معلوم نہیں ہے، اسی لئے اس سے بچنا چاہئے، اس لئے کہ عبادات میں اصل منع ہے، جب تک کسی عبادت کی مشروعیت کا ثبوت کسی صحیح دلیل سے نہ ملے اس وقت تک وہ مشروع نہیں ہوسکتی''۔[فتاویٰ اِسلامیۃ :1/52]

☆ قبر پر پودا یا کھجور کی ٹہنی لگانا

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قبروں پر درخت یا ٹہنی لگانا، یا ان پر گیہوں یا جو وغیرہ بونا مشروع نہیں ہے، اس لئے کہ یہ کام نہ تو آپ ﷺ نے کیا اور نہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے، اور وہ حدیث جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قبروں پر ٹہنی لگائی، وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مطلع فرمادیا تھا کہ یہ دونوں عذابِ قبر میں مبتلا ہیں، چنانچہ یہ کام آپ ﷺ کے ساتھ اور ان دونوں قبروں کے ساتھ خاص ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں قبروں کے علاوہ اور کسی کے ساتھ یہ معاملہ نہیں فرمایا، تو مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی ایسی بدعت کو نہ شروع کریں جسے اللہ عزوجل نے مشروع نہیں کیا ہے''۔

[فتاویٰ اِسلامیۃ :2/52۔اُحکام الجنائز للألبانی:253]

☆ قبر کے پاس اذان دینا

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں:

’’قبر کے پاس اذان دینا ایک بری بدعت ہے، اللہ نے اس کی کوئی دلیل نہیں اتاری ہے اور نہ ہی اسے کسی ایسے امام نے کیا ہے جن کی اقتداء کی جاتی ہے‘‘۔

[الدررالسنیۃ:5/142]

☆ قبروں کے پاس تلاوت کے لئے قرآن رکھنا

شیخ الاِسلام اِمام اِبن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اور قبروں کے پاس اس لئے قرآن مجید رکھنا کہ جو لوگ وہاں قرآن پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکیں، یہ ایک قبیح بدعت ہے اور اسے سلف صالحین میں سے کسی نے نہیں کیا‘‘۔[مجموع الفتاویٰ:24/293]

☆ تلاوت، نوافل اور ذکر کیلئے جائیدادیں وقف کرنا اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’بدعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جائیداد، بالخصوص روپیہ پیسہ تلاوتِ قرآن، یا نوافل کی ادائیگی، یا ذکر، یا درود شریف پڑھ کر وقف کرنے والے کی روح، یا جس[ولی یا بزرگ) کی زیارت کے لئے زائر آیا ہوا ہو اس کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے وقف کرنا‘‘۔[اَحکام الجنائز للاَلبانی:321]

☆ میت پر قرآن پڑھنے کے لئے لوگوں کو اجرت پر حاصل کرنا

شیخ الاِسلام اِمام اِبن تیمیہ رحمہ اللہ، فرماتے ہیں:

’’میت پر قرآن پڑھنے اور اس کا ثواب میت کو پہنچانے کے لئے لوگوں کو اجرت پر حاصل کرنا مشروع نہیں ہے، اور نہ ہی علماء میں سے کسی نے اسے مستحب قرار دیا ہے، اسی طرح صرف تلاوت اور ایصالِ ثواب کی غرض سے قرآن پڑھنے والوں کو کرایہ پر حاصل کرنا بھی درست نہیں ہے۔ اور اگر میت کے طرف سے ان لوگوں پر صدقہ کیا جائے جو قرآن پڑھتے (یا حفظ کرتے) ہیں تو اس سے میت کو فائدہ ہوگا اور اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے‘‘۔

[مجموع الفتاویٰ 24/300-316]

نیز دوسری جگہ فرماتے ہیں: ’’اس کے باوجود اسلاف کی یہ عادت نہیں تھی کہ جب وہ نفلی نماز، یا روزہ، یا حج، یا تلاوتِ قرآن کرتے تو اس کا ثواب اپنے عام یا خاص مرحومین کو پہنچاتے، اس لئے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ سلف صالحین کے طریقے سے نہ ہٹیں، اس لئے کہ ان کا طریقہ افضل اور اکمل ہے۔ واللہ اعلم‘‘۔

[مجموع الفتاویٰ:24/323]

☆ ختم دلانے کے لئے جمع ہونا

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اس کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ لوگ قرآن خوانی کر کے اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچانے کے لئے گھروں میں جمع ہوں، سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ کام نہیں کیا کرتے تھے، اور قرآن خوانی کے لئے میت کے گھر میں جمع ہونا اور (فاتحہ خوانی کے بعد) کھانا وغیرہ کھلانا، بدعات وخرافات میں سے ہے

‘‘۔

[فتاویٰ اِسلامیۃ:2/52]

☆ قبروں کو بلند کرنا اورانہیں پختہ بنانا وغیرہ

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ’’ **لَا تَدَعْ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ وَلَا تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ** ‘‘[مسلم]

ترجمہ: ’’ہراونچی قبرکوزمین کے برابرکردو،اور ہربت کومٹادو‘‘۔

’’عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَأَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهَا وَأَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ‘‘

[رواہ مسلم]

’’حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے اوران پر کتبے لگانے اوران پرعمارت (قبہ،گنبد،مقبرہ وغیرہ) بنانے سے منع کیااورآپ ﷺ نے قبر پر بیٹھنے سے بھی منع فرمایا‘‘۔

(قبر پر بیٹھنے کی نہی سے قبر پرمجاور بن کربیٹھنایاقبر پر چلہ کشی کرنے کیلئے بیٹھنا،یایوں ہی قبر پر بیٹھنا،سب صورتیں منع ہوگئیں)

اِمام اِبن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’قبروں کو بلند کرنا،اینٹ اور پتھر سے اس کی تعمیر کرنا،اس کو مضبوط کرنا،اس کومٹی کالیپ دینایااس پر قبے تعمیر کرنا،رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں ہے، بلکہ یہ مکروہ بدعت اورآپ ﷺ کی ہدایات کے مخالف ہے،آپ ﷺ کی سنت اس طرح کی تمام اونچی قبروں کوزمین کے برابرکرنا ہے‘‘۔[زادالمعاد: 1/524]

☆ دسواں،بیسواں،چہلم اور برسی وغیرہ

درحقیقت یہ قومِ فرعون کی رسمیں ہیں جواسلام سے پہلے ان میں تھیں اورپھران سے دوسری قوموں میں پھیلیں،یہ نہایت بری بدعت ہے جس کی کوئی اصل اسلام میں نہیں ہے،اورنہ ہی رسول اللہ ﷺ اورآپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اورنہ ہی سلف صالحین سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے میت کے گھر میں کوئی محفل برپا کی،نہ اس کی وفات کے وقت،نہ ایک ہفتے کے بعد،نہ چالیسویں دن،اورنہ ہی سال گذرنے کے بعد،بلکہ یہ بدعت اور بری عادت پہلے زمانے کے اہلِ مصر غیرہ کی ہے‘‘۔[فتاویٰ اِسلامیۃ:2/56۔أحکام الجنائز للألبانی:323]

☆ قبرستان کی زیارت کے لئے عید کا دن یارات مخصوص کرلینا

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:’’ عید کی رات کوقبرستان کی زیارت کے لئے جانا بدعت ہے،اس لئے کہ آپ ﷺ سے قبرستان کی زیارت کے لئے عید کی رات یادن کوخاص کرنا ثابت نہیں ہے،بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’تم (دین میں) نئے نئے کام سے بچو،اس لئے کہ ہرنیا کام بدعت،اورہر بدعت گمراہی اورہرگمراہی دوزخ میں (لے جانے والی) ہے‘‘۔

[نسائی بسند صحیح].

لہذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی عبادات میں، اور ہر ایسے عمل میں جس کے ذریعے وہ اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے، احتیاط سے کام لے"

[فتاوی إسلامیۃ: 2/57۔الدرر السنیۃ: 5/160]